مولانا عبدالحامد بدایونی: حیات وخدمات

ڈاکٹر عقیل احمد

اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات وعربی

لاہور یونیورسٹی، لاہور

MAULANA ABDUL HAMID BADAYUNI
LIFE AND WORK

Aqeel Ahmed, PhD
Assistant Professor of Arabic & Islamic Studies
Lahore University, Lahore

Abstract

Moulana Abdul Hamid Badayuni was one of the prominent personalities of Muslim politics in the Sub-continent. He participated in Pakistan Movement. He was a confidant of the Quad-i-Azam. He played active role in getting Muslim League popular among the Muslims. Since basically he was a religious scholar, he dedicated his energies towards Islamic issues after establishing of Pakistan. His role in shaping and maintaining Muslim identity is praise worthy. This article covers life and work of Abdul Hamid Badayuni with special reference to his services in Pakistan Movement.

Keywords:

عبدالحامد بدایونی، قاضی محمد عیسیٰ، آزاد کشمیر، لاہور، کراچی، پٹنہ، برصغیر، استحکام پاکستان، تحریک ختم نبوت

جنوبی ایشیا کی تاریخ میں تحریک آزادی ہند ایک اہم تحریک تھی ۔اس تحریک میں مسلمانوں نے اپنی بھرپور توانائیوں کے مطابق حصہ لیا۔انگریزوں سے آزادی کے حصول کے لیے تقریباً تمام مسلمان ایک ہی فکر رکھتے تھے ۔لیکن حصول آزادی کے بعد علیحدہ ریاست اور ہندوؤں کے ساتھ متحدہ ہندوستان میں رہنا یہ امر مسلمانوں میں فکری تقسیم کا باعث بنا ۔ وہ گروہ جو انگریزوں سے آزادی کے بعد متحدہ ہندوستان میں ہندوؤں کے ساتھ ہی رہنا چاہتا تھا اِس کے سرخیل مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا حسین احمد مدنی تھے جبکہ دوسرا گروہ جو نہ صرف انگریزوں سے آزادی چاہتا تھا بلکہ اُس کے بعد ہندوؤں سے علیحدہ الگ ایک خطہ زمین پر اپنے دینی وملی تشخص کے مطابق زندگی بسر کرنے کا خواہش مند تھا،اس گروہ کے رہنما محمد علی جناح، علامہ محمد اقبال تھے جبکہ اِسی گروہ میں ایک ممتاز نام مولانا عبدالحامد بدایونی کا بھی ہے ۔آپ نے کس فکر اور کس عمل کے ساتھ اِس تحریک میں حصہ لیا اور بعد میں کسی طرح پاکستان کے استحکام کے لیے مختلف تحریکات میں قائدانہ کردار ادا کیا،زیرِ نظر مقالہ اسی پہلو کا احاطہ کرتا ہے۔

مولانا عبدالحامد ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۱۸ ہجری/ ۱۸۹۸ء کو یوپی (بھارت) کے مردم خیز قصبے بدایوں میں متولد ہوئے ۔ابھی صرف بیس یوم ہی کے تھے کہ والد ماجد مولانا حکیم عبدالقیوم قادری بدایونی ایک مذہبی جلسے میں شرکت کے لیے دہلی سے پٹنہ جاتے ہوئے ریل کے حادثے میں شہید ہو گئے ۔آپ کے بڑے بھائی مولانا عبدالماجد بدایونی کی عمر اُس وقت بارہ تیرہ برس تھی ۔والدہ ماجدہ نے بڑی جانفشانی سے پرورش کی ۔ہوش سنبھالنے پر حافظ محمد صفدر سے قرآن کریم پڑھا اور پھر مدرسہ قادریہ اور مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں ممتاز علمائے کرام سے اکتساب فیض کیا ۔آپ نے مولانا شاہ مطیع الرسول ،مولانا محبّ احمد قادری ،مولانا مفتی محمد ابراہیم قادری ،مولوی احمد دین اور امام معقولات مولانا مشتاق احمد کان پوری سے علوم دینیہ میں کمال حاصل کیا ۔تحصیل علوم سے فراغت کے بعد مولانا شاہ مطیع الرسول اور مولانا شاہ عبدالمقتدر قادری بدایونی سے اجازت و خلافت حاصل کرنے کے بعد آپ نے دس سال تک مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں مدرس ومفتی اور بدایوں کی جامعہ مسجد میں خطابت کے فرائض انجام دیے ۔(۱)

مولانا عبدالحامد نے جس عہد میں آنکھ کھولی وہ برصغیر میں مسلمانوں کے لیے بڑا پر آشوب دور تھا اور تحریکوں کے عروج کا زمانہ تھا ۔مولانا بدایونی کی حیات کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۔سن شعور سے ۱۹۳۰ء تک مولانا کا مشاہداتی واکتسابی دور ہے جس میں مولانا بدایونی اپنے برادر اکبر مولانا عبدالماجد بدایونی کی رہنمائی میں مختلف مقامات ، سیاسی ومذہبی قائدین سے ملاقاتیں اور تحریکوں میں حصہ کے وقت ان کے ساتھ ہوتے ۔

-مولانا کی حیات کا دوسرا دور ۱۹۳۰ء سے ۱۹۴۷ء تک ہے جس میں مولانا کا اپنی فکری،علمی ، سیاسی اور سماجی صلاحیتوں کے مطابق بھرپور کردار ادا کیا۔

-آپ کی حیات کا تیسرا دور ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۰ء آپ کے وصال تک ہے جس میں آپ استحکام پاکستان وفاع پاکستان اور اس کو اسلامی ریاست بنانے کے لیے مستعد وفعال نظر آتے ہیں۔

قیام پاکستان سے قبل مختلف تحاریک میں حصہ

آپ نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز ۱۹۱۴ء میں تحریک خلافت سے کیا اور ملکی سیاست میں عملی طور پر حصہ لینا شروع کیا۔آپ نے اس تحریک میں مولانا محمد علی جوہر،مولانا شوکت علی اور اپنے برادر اکبر مولانا عبدالماجد بدایونی کے ساتھ کام کیا۔(۲)اس وقت مولانا کا طالب علمی کا زمانہ تھا۔آپ نے پہلی مرتبہ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس دسمبر ۱۹۱۸ء میں شرکت کی اور تقریر بھی کی۔اس اجلاس کی صدارت مولوی اے کے فضل حق نے کی۔(۳)

۱۹۳۰ء سے قبل تمام تحاریک میں مولانا عبدالحامد بدایونی اس عہد کے تقریباً تمام مذہبی و سیاسی قائدین کے ساتھ بلا واسطہ یا بالواسطہ مل چکے تھے اور بخوبی جان چکے تھے کہ کون کون سے اکابرین کانگرس کے ہمنوا ہیں اور کون ایک علیحدہ ریاست چاہتے ہیں۔علیحدہ ریاست کے حوالے سے دو اہم نام علامہ اقبال اور قائد اعظم کے تھے۔اس لیے مولانا بدایونی فکری اور سیاسی حوالے سے ان بزرگوں کے ساتھ تھے۔ ۱۹۳۰ء کے بعد مولانا خود ایک معروف مذہبی و سیاسی رہنما کے طور پر سامنے آئے جس کا اظہار آنے والے دنوں میں ہوا۔مولانا بدایونی کو اس عہد میں اس کے علاوہ کن بزرگوں سے فکری و عملی رہنمائی حاصل رہی، اس حوالے سے بدایوں میں ہونے والے ایک جلسہ کی روداد ملاحظہ ہو:

''۱۹۳۵ء میں بدایوں میں ایک شاندار جلسہ ہوا جس کی صدارت پیر سید جماعت علی شاہ نے کی۔ مولانا شاہ حامد رضا خان (مولانا احمد رضا خان کے بڑے صاحبزادے)اور مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان بریلوی(مولانا احمد رضا خان کے چھوٹے صاحبزادے)اور دیگر اکابرین نے شرکت کی۔حضرت مولانا شاہ عبدالقدیر بدایونی صدر مجلس واستقبالیہ تھے ۔یہ جلسہ نہایت کامیاب رہا۔اس جلسہ کے بعد مولانا عبدالحامد بدایوں شہر میں مسلم لیگ کے سیکریٹری مقرر ہوئے۔مولانا بدایونی کی بدولت بدایوں مسلم لیگ کا عظیم مرکز بن گیا۔ان دنوں مولانا بدایونی مسجد شمسی بدایوں میں مسلم لیگ کے حق میں ایک علیحدہ اسلامی ریاست کے حوالے سے خوب تقاریر کرتے جس سے سننے والوں میں ایک ولولہ اور جذبہ پیدا ہو جاتا اور سرشار ہو کر حاضرین نعرے لگاتے ''بٹ کے رہے گا ہندوستان، بن کے رہے گا پاکستان''۔(۴)

تحریک پاکستان کے کارکن پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کے حوالے سے علامہ جلال الدین ڈیروی تحریک پاکستان میں مولانا بدایونی کے کردار کے بارے میں لکھتے ہیں:

"تحریک پاکستان کی کامیابی کے لیے مولانا عبدالحامد بدایونی ہندوستان کے تمام گوشوں میں منعقد ہونے والی مسلم لیگ کی کانفرنسز میں شرکت کرتے رہے اور انتہائی موثر اور عام فہم انداز میں عوام کے سامنے پاکستان کی ضرورت اور اہمیت سے آگاہ کرتے رہے اور یہ خصوصیت بھی مولانا بدایونی کا حصہ ہے کہ دیگر علمائے اہل سنت کی طرح آپ ہمیشہ مذہبی روایات پیش کرتے رہے اور اپنی تقاریر میں ہمیشہ یہ پہلو نمایاں رکھا کہ ہم ایسا پاکستان چاہتے ہیں جہاں کتاب وسنت کے مطابق حکمرانی کی جائے گی، فسق و فجور سے پاک معاشرہ قائم ہوگا جس کی بنیاد عدل وانصاف پر ہوگی۔(۵)

تحریک پاکستان کے حوالے سے قرارداد لاہور (جو بعد میں قراردادِ پاکستان کے نام سے مشہور ہوئی) مارچ ۱۹۴۰ء لاہور ایک اہم سنگ میل تھا جس نے آنے والے دنوں میں مسلمانان برصغیر کے لیے آزادی کی راہ ہموار کی۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے علما و مشائخ اہل سنت کی نمائندگی کرتے ہوئے اس اجلاس میں شرکت فرمائی۔ قائد اعظم کی زیر صدارت قرارداد پاکستان کی حمایت میں تاریخی اجتماع سے خطاب فرمایا اور جن اکابرین نے اس قرارداد پر دستخط کیے ان میں مولانا بدایونی بھی شامل تھے۔(۶)

قرارداد پاکستان میں علمائے اہل سنت کی نمائندگی کرنے اور اس قرارداد پر دستخط اور وہاں ہزاروں کے تاریخی اجتماع میں خطاب کے بعد مولانا بدایونی برصغیر کے طول وعرض میں تحریک پاکستان کے حوالے سے ایک معتبر نام کے طور پر پہنچانے گئے یہاں تک کہ قائد اعظم محمد علی جناح بھی آپ کے کردار واخلاص کی بدولت آپ پر اعتماد کرتے تھے۔

۱۹۴۰ء کے بعد مولانا بدایونی کی فعالیت اور مستعدی اپنے عروج پر نظر آتی ہے۔ قرارداد پاکستان کے فوری بعد آپ کو دورہ بلوچستان کی دعوت دی گئی جو مسلم لیگ بلوچستان کے صدر قاضی محمد عیسٰی نے دی اس حوالے سے محمد علی چراغ لکھتے ہیں:

"اپریل ۱۹۴۰ء میں بلوچستان مسلم لیگ کے صدر قاضی محمد عیسٰی نے مولانا عبدالحامد بدایونی کو بلوچستان آنے کی دعوت دی۔ اس دعوت پر مجاہد اسلام مولانا عبدالحامد بدایونی بلوچستان کے دورے پر روانہ ہوئے۔ اپریل ۱۹۴۰ء کے آخری دنوں میں پہنچے۔ سب سے پہلے مولانا بدایونی جیکب آباد گئے وہاں پر قاضی محمد عیسٰی نے بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا۔ جیکب آباد کے بعد وہ کوئٹہ پہنچے۔ کوئٹہ میں ایک جلسہ عام میں مولانا عبدالحامد بدایونی نے مسلم لیگ

کے بارے میں کانگرس اور جمعیۃ العلماء کی جانب سے پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا اور اس کے ساتھ ہی مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد کی وضاحت کی اور مسلمانوں سے اتحاد باہمی کی اپیل کی۔لوگوں نے ان کی موجودگی ہی میں قرار دادلاہور کی پرزور حمایت اور تائید کی۔بلوچستان سے واپسی پر مولانا بدایونی نے مسلمانان بلوچستان کے قومی جذبات ، مسلم لیگ سے ان کی ہمدردیوں اور حصول پاکستان کے لیے جدوجہد اور قربانیوں کا کھل کر اقرار کیا اور بتایا کہ یہاں کے مخلص کارکنوں نے لیگ کی آواز کو اس صوبہ کے علاوہ ہرات ، ایران اور افغانستان کی حدود تک پہنچا دیا ہے۔''(۷)

بلوچستان کے علاوہ مولانا نے صوبہ سرحد کا بھی دورہ کیا۔ یہ دورہ انھوں نے قائداعظم کے حکم پر کیا کہ وہاں جا کر تحریک پاکستان کے حوالے سے لوگوں کی ذہن سازی کریں۔اس حوالے سے محمد صادق قصوری لکھتے ہیں:

''۱۹۴۶ء کے تاریخی انتخابات میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔آسام و بنگال کی سرزمین مولانا ہاشانی کے نعروں سے گونج رہی تھی تو سرحد، پنجاب، بلوچستان اور یوپی میں مولانا بدایونی کی تقاریر ملت اسلامیہ کو جہاد کے لئے آمادہ کر رہی تھیں۔صوبہ سرحد کے ریفرنڈم میں مسلم لیگ کے وفد میں دیگر حضرات کے علاوہ مولانا بدایونی بھی شامل تھے حضرت پیر صاحب مانکی شریف نے قائداعظم سے خاص طور پر مولانا بدایونی کو سرحد میں بھیجنے کے لیے کہا تھا۔آپ نے اپنے زور خطابت سے سرحد کے مسلمانوں کو مسلم لیگ کی حمایت پر کمربستہ کیا۔اس وجہ سے حکومت نے انہیں ناپسندیدہ عناصر کی فہرست میں شامل کر لیا لیکن وہ تمام خطروں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے پاکستان کے لیے کام کرتے رہے۔قائداعظم نے آپ کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کو فاتح سرحد کا خطاب دیا۔''(۸)

مسلمانان برصغیر کی ایک بڑی اکثریت تحریک پاکستان کے حوالے سے قائداعظم محمد علی جناح کی حمایت کر رہی تھی علمائے اہل سنت اور عوام اہل سنت کی نمائندہ جماعت ''الـجـمـیـعـۃ الـمـرکـزیـۃ الـعـالـیـہ'' تھی جس کا قیام ۱۹۴۵ء میں معرض وجود میں آیا۔اپنے قیام سے لیکر قیام پاکستان تک اس جماعت نے پورے خطے میں مسلمانانِ ہند کو آزادی کے لیے بیدار کرنے ،اپنے عقیدہ اور تشخص کی حفاظت کی خاطر سنی کانفرنسز کا ہر سطح پر انعقاد کیا۔اس ضمن میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس ۱۹۴۶ء میں ہوئی، جس نے قیام پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔

مولانا بدایونی کے اس کانفرنس میں کردار کے حوالے سے صادق قصوری لکھتے ہیں:

"قیام پاکستان کی تحریک کو تیز تر کرنے اور نصب العین کے حصول کے لیے فیصلہ کن اقدام کی خاطر ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں منعقد ہوئی۔ اس عظیم الشان تاریخی اجتماع میں مولانا عبدالحامد بدایونی بھی شریک تھے اور ملک بھر میں رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لیے اکابر علمائے اہل سنت کی جو کمیٹی تشکیل دی گئی تھی، مولانا بدایونی اس کے اہم رکن تھے"۔(۹)

مولانا عبدالحامد بدایونی تحریک پاکستان میں خالص دینی فکر کے ساتھ ایک اسلامی ریاست کے حصول کے لیے حصہ لے رہے تھے۔ اس کانفرنس کے موقع پر آپ کی تقریر کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"آپ سب کو وہی بات کہہ دینا چاہتا ہوں جو ایک ہفتہ قبل قائداعظم سے کہی تھی کہ اگر مسلم لیگ اپنے مطالبہ پاکستان سے ہٹ گئی تو کیا پروا مگر آل انڈیا سنی کانفرنس مطالبہ پاکستان سے نہیں ہٹ سکتی۔ اگر خدا نے چاہا اور اس کے مقدس حبیب ﷺ کو منظور رہا تو ہم ہر ممکن طریق پر پاکستان حاصل کر کے رہیں گے"۔(۱۰)

تقسیم سے کچھ عرصہ قبل مولانا بدایونی مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کے لیے کراچی آئے اور پھر یہاں ہی مستقل سکونت اختیار کر لی۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد مولانا کی حیات کا تیسرا دور شروع ہوتا ہے جو ان کے وصال تک ہے۔

۱۹۴۸ء میں جب اہل سنت کی نمائندہ جماعت جمعیت علمائے پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو مولانا اس کے بانی ارکان میں شامل تھے اور سندھ و کراچی زون کے صدر چنے گئے۔(۱۱)

۱۹۴۸ء سے ۱۹۷۰ء اپنے وصال تک مولانا جمعیت علمائے پاکستان سے وابستہ رہے۔

۱۹۵۲۔۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی۔ قیام پاکستان کے بعد یہ پہلی تحریک تھی۔ اس تحریک کا مقصد اُس گروہ کی باطل فکر کا ابطال کرنا تھا جو اسلام کے اساسی عقیدہ ختم نبوت کا منکر تھا۔ اتفاق سے اُس وقت کے وزیر خارجہ اسی گروہ سے تعلق رکھتے تھے جو عقیدہ ختم نبوت کا منکر تھا اور انھوں نے اپنے عہدے پر ہوتے ہوئے برملا اور واضح الفاظ میں اس گروہ کی حمایت کی تھی۔ علامہ عبدالحامد بدایونی اس تحریک کے آغاز سے اختتام تک بڑے فعال رہے مختلف مقامات پر اجتماعات میں عظمت رسول ﷺ اور ختم نبوت کے حوالے سے بھرپور خطابات کرتے رہے بالخصوص کراچی جو ان دنوں دارالحکومت بھی تھا، میں آرام باغ اور دیگر مقامات پر آپ کے ختم نبوت کے حوالے سے خطبات وجذبات قابل قدر تھے۔ اس تحریک میں تمام مما لک متحد تھے۔ اس تحریک کو موثر طور پر چلانے کے لیے کراچی میں "آل پاکستان مسلم پارٹیز" کے زیر اہتمام ایک

کانفرنس کراچی کا انعقاد ہوا۔کانفرنس کے دعوت نامے پر دیگر مسالک کے علما کے ساتھ اہل سنت کی طرف سے علامہ عبدالحامد بدایونی کے بھی دستخط تھے۔کانفرنس میں اہم رہنماؤں پر مشتمل جب ''علماء بورڈ'' تشکیل دیا گیا تو اس میں بھی نمایاں طور پر علامہ عبدالحامد بدایونی شامل تھے۔(۱۲)

اس دوران آل پاکستان مسلم پارٹیز کا اجلاس لاہور میں برکت علی اسلامیہ ہال میں منعقد ہوا جس میں تمام مکاتب فکر کے سات سو سے زائد علما نے شرکت کی اس میں بھی علامہ عبدالحامد بدایونی پیش پیش رہے۔(۱۳)

تحریک کے دوران علما کا وفد چند بار خواجہ ناظم الدین سے بھی ملا جس میں چند موقعوں پر علامہ عبدالحامد بدایونی بھی ساتھ تھے اور وہ خواجہ ناظم الدین کے سامنے علما اور عوام کے مطالبات رکھتے اور مشورہ دیتے کہ حکومت کس طرح مسلمانان پاکستان کے ختم نبوت کے حوالے سے جائز مطالبات کو تسلیم کر کے عوامی جذبات کو کنٹرول کر سکتی ہے۔(۱۴)

مجلس عمل کی طرف سے جب تین دن کے لیے آرام باغ کراچی میں جلسے کا پروگرام بنا تو اس کی اجازت مولانا بدایونی ہی نے حاصل کی۔مولانا اللہ وسایا اپنی کتاب تحریک ختم نبوت میں لکھتے ہیں:

> ''مولانا بدایونی کراچی میں اہل سنت (بریلوی) حضرات کے صف اول کے رہنما مانے جاتے تھے وہ عوام میں کام کرنا جانتے تھے اور بہت ہی باہمت بزرگ تھے بڑی خوبیوں کے مالک تھے تحریک ختم نبوت میں مولانا بدایونی پیش پیش تھے۔''(۱۵)

آرام باغ کے جلسہ کے بعد کراچی و دیگر مقامات پر جب تحریک ختم نبوت کے مرکزی قائدین کو گرفتار کیا گیا تو مولانا عبدالحامد بدایونی کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔آپ کو ایک سال تک سکھر اور کراچی کی جیلوں میں نظر بند رکھا گیا۔اس وقت بڑی سے بڑی تکلیف بھی آپ کے عزم صمیم کو متزلزل نہ کر سکی۔اس نظر بندی میں آپ نے دو کتابیں تصنیف کیں (i) کتاب وسنت غیروں کی نظر میں (ii) فلسفہ عبادات۔(۱۶)

۱۹۵۲۔۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے سرکاری سطح پر تو وہ نتائج حاصل نہ ہو سکے جس کی توقع کی جا رہی تھی لیکن علامہ عبدالحامد بدایونی و دیگر علما عوام وخواص کے ذہنوں میں یہ بات راسخ کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ جب بات ناموس رسالت کی ہو گی تو پھر کوئی بھی کلمہ گو چین سے نہیں بیٹھے گا اس کے لیے جیلوں کی کال کوٹھڑیاں،حکومت وقت کے مظالم یا شہادت کسی بھی ستم کو سہنا کوئی مشکل امر نہیں۔علامہ بدایونی جو پاکستان کے بانیان میں سے تھے، جانتے تھے کہ اس خطہ وطن کا قیام کن مقاصد کے پیش نظر ہوا ہے اور اس کی اساس ونظریہ کیا ہے، اس کا اظہار علامہ بدایونی کے تحریک ختم نبوت کے دوران خطبات اور دورانِ اسیری میں تالیف کی گئی کتب میں واضح نظر آتا ہے۔

۱۹۵۰ء کے آخری سالوں میں شہر کراچی میں جب انجمن تبلیغ اسلام کی تجدید نو ہوئی تو علامہ بدایونی کو اس کا صدر بنایا گیا۔اس کے مقاصد کیا تھے اس حوالے سے ڈاکٹر مسعود احمد لکھتے ہیں:

''یہ انجمن خالص مذہبی تبلیغی جماعت ہے جو اپنی بساط کے مطابق خدمت دین و مذہب کر رہی ہے۔ہر سال تبلیغی کتابچے اور رسائل شائع کیے جاتے ہیں۔وقتاً فوقتاً پاک وہند اور عالم اسلام میں تبلیغی وفود بھیجے جاتے ہیں۔گزشتہ سال حج کے بعد بھی انجمن کا ایک وفد حجاز مقدس ہوتا ہوا بیت المقدس، لبنان، عمان، شام، بیروت، مصر، عراق و ایران گیا اور بقیع شریف وجنت المعلیٰ کی منہدم قبور شریف کے تحفظ وتعمیر کی تحریک کو ان مقامات پر پیش کیا اور ایک فتویٰ پر عالم عرب کے علماء کے دستخط حاصل کیے اور فتویٰ کی شکل میں ایک کتابچہ اردو اور عربی میں شائع کیا۔'' (۱۷)

انجمن کے اغراض ومقاصد میں اس کے علاوہ یہ بھی شامل تھا کہ جب کبھی عالم اسلام کی مقتدر شخصیت کراچی آتی انجمن اس کے اعزاز میں استقبالیہ دیتی۔ 1961ء میں مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی جب دہلی سے چند روزہ دورہ پر کراچی آئے تو انجمن نے ان کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دیا اس وقت انجمن کے مرکزی صدر مولانا عبدالحامد بدایونی اور ناظم اعلیٰ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی تھے۔مولانا بدایونی اور مولانا اوکاڑوی کی وجہ سے یہ انجمن علمی وعوامی حلقوں میں مقبول ہوئی اور بعد میں اس انجمن میں مولانا شاہ احمد نورانی، علامہ محمد حسن حقانی، علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری اور مفتی سید شجاعت علی قادری وغیرہ بھی شامل ہو گئے۔(۱۸)

علامہ بدایونی نے دین وملت سے کامل وابستگی کا اظہار عمر کے ہر حصے میں کیا۔مولانا جس تحریک یا تنظیم میں بھی ہوتے نہ صرف اپنی ذمہ داری کو احسن طریقے سے پورا کرتے بلکہ اپنے ساتھ کام کرنے والوں کو اپنے تجربات ومشاہدات سے بہت کچھ سکھاتے رہتے۔ 1963ء میں پہلی بار جب غلاف کعبہ کی تیاری کی سعادت پاکستان کے حصے میں آئی تو اس حوالے سے مولانا عبدالحامد بدایونی پیش پیش تھے اور کون لوگ اس میں شریک ہوئے اس حوالے سے علامہ جمیل احمد نعیمی فرماتے ہیں:

''علامہ موصوف کے ساتھ کئی یادگار سفر کیے لیکن ایک یادگاری سفر ہمیشہ یاد رہے گا وہ زیارت حرمین شریفین کا سفر، جو کہ احقر نے اپریل ومئی 1963 میں علامہ عبدالحامد بدایونی اور چند رفقاء کے ساتھ کیا 1963ء میں جب پہلی بار پاکستان میں غلاف کعبہ کی تیاری کی تقریب سعید ہوئی، اس میں علامہ موصوف کی خدمات قابل رشک ہیں کہ حضرت مولانا کی وجہ سے کراچی تا پشاور اور پاکستان کے مختلف شہروں میں زیارت غلاف کعبہ کا انتظام کیا گیا بعدہ کراچی سے غلاف کعبہ وفد کی شکل میں مکہ مکرمہ پہنچایا گیا اس وفد کی قیادت علامہ

بدایونی نے فرمائی جس میں کثیر تعداد میں علماء و مشائخ شامل تھے جن میں مولانا مفتی محمد عمر نعیمی، مولانا شاہ عارف اللہ قادری، مولانا شاہ احمد نورانی ، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، مولانا مسعود احمد چشتی ،مولانا غلام قادر کشمیری، مولانا خلیل احمد قادری شامل تھے۔(۱۹)

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں دفاع وطن کے لیے بھی مولانا عبدالحامد بدایونی نے بھرپور کردار ادا کیا اور نہ صرف شہر کراچی بلکہ مختلف مقامات بالخصوص آزاد کشمیر اور سرحدوں تک جا کر جذبہ حب الوطنی اور عظمت جہاد و مجاہدین کی عظمت پر خطابات کیے اور مختلف مقامات پر مہاجرین میں تین لاکھ روپے نقد اور سامان خورونوش تقسیم کیا اس کے علاوہ گیارہ ہزار روپے آزاد کشمیر کے صدر کو پیش کیے۔(۲۰)

مولانا بدایونی کو تحریکی و تنظیمی، سیاسی، سماجی مصروفیات میں سے جو بھی وقت ملتا وہ تصنیف وتالیف میں صرف ہوتا۔آپ نے کئی کتب تصنیف کیں جن میں سے چند ایک معروف یہ ہیں:

i۔اسلام کا معاشی نظام اور سوشل ازم، ii۔تصحیح العقائد، iii۔کتاب وسنت غیروں کی نظر میں، iv۔فلسفہ عبادات اسلامی، v۔اسلام کا زراعتی نظام (اس کتاب کی تصنیف قیام پاکستان سے کافی عرصہ پہلے ہوئی جس پر علامہ محمد اقبال نے تحسین آمیز کلمات بھی کہے)،vi۔تاثرات دورہ چین ، vii۔تاثرات دورہ روس، viii۔رپورٹ دورہ آزاد کشمیر، ix۔حرمت سود، x۔عائلی قوانین، xi۔مشرق کا ماضی وحال۔(۲۱)

ان تصانیف کے علاوہ مولانا کا ایک علمی حوالہ شہر کراچی میں جامعہ تعلیمات اسلامیہ بھی ہے جو آپ کی مدارسِ دینیہ اور فروغ علم سے محبت کا واضح ثبوت ہے۔

مولانا بدایونی کثرت کام کی وجہ سے علیل ہو گئے اور ۱۹۷۰ء میں آپ کا انتقال ہو گیا۔آپ کی نماز جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔نماز جنازہ کی امامت مولانا محمد مختار اشرف نے کی۔آپ کو آپ کے قائم کردہ ادارے جامعہ تعلیمات اسلامیہ میں سپرد خاک کیا گیا۔(۲۲)

آپ کی وفات کے حوالے سے روزنامہ جنگ، کراچی نے اپنے اداریے میں آپ کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کیا:

”مولانا عبدالحامد بدایونی کی رحلت برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک انتہائی غم انگیز سانحہ اور ملک وملت کا ایک ناقابل تلافی نقصان ہے جسے پاکستان کے عوام، علماء، سیاسی رہنما، طلبہ اور مرحوم کے ارادت مندوں نے بڑی شدت کے ساتھ محسوس کیا اسلام، پاکستان اور ملت مسلمہ کے لیے انہوں نے جو خدمات انجام دی ہیں وہ کبھی نہیں بھلائی جا سکتیں۔مولانا کا شمار ان گنی چنی شخصیتوں میں ہوتا ہے جو مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کے ساتھ تحریک خلافت میں بھی شریک تھے پھر تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا قیام پاکستان کے بعد بھی اسے اصل راستے اور منزل کی طرف گامزن رکھنے کے لیے مسلسل جدوجہد

کرتے رہے۔آزادی کی جدوجہد اورتحریک پاکستان کا وہ ایک روشن باب تھے ۔جو اُن کی زندگی کے ساتھ ختم ہوگیا۔۔۔مولانا بدایونی ایک جید عالم ،ایک جادو بیان خطیب ،ایک ممتاز سیاست دان ، مصنف وادیب، استاذ ومحقق،ہمدرد و مشفق مذہبی رہنما ہونے کے ساتھ تحریک پاکستان کے ایک پُر جوش وسرفروش سپاہی تھے۔ ان کی زندگی نے برصغیر کی تاریخ پر حرکت وعمل اور مسلسل جدوجہد کے گہرے نقوش چھوڑے ہیں جن کی روشنی اور چمک دوسروں کو ہمیشہ ان مقاصد کی خاطر قربانی وایثار پر آمادہ کرتی رہے گی جن کے لیے پاکستان حاصل کیا گیا تھا۔اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی مغفرت ورحمت سے نوازے اور بلند درجات عطا کرے۔(۲۳)

برصغیر میں مسلم حکومت کے خاتمے کے بعد مسلمانوں کو ہر طرح سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جس میں اپنے نظریہ اور تشخص کی بقا سب سے بڑا مسئلہ تھا۔اس ضمن میں علماو مشائخ نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ دینی وملی تشخص کے احیا وبقا کے لیے جو علما سعی کر رہے تھے ان میں ایک بڑا نام مولانا عبدالحامد بدایونی کا بھی ہے۔آپ نے ہر اس تحریک میں حصہ لیا جس کا مقصد مسلم تشخص کا تحفظ تھا بالخصوص تحریک آزادی ہند میں آپ نے بھرپور کردار ادا کیا ۔مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ اسلامی ریاست پاکستان کے قیام میں قائداعظم محمد علی جناح کا ہر موقع پر ساتھ دیا۔آپ نے اپنے زور خطابت سے برصغیر کے طول وعرض خاص طور پر یوپی ،سرحد، بلوچستان میں تحریک پاکستان کے لیے راہیں ہموار کیں ۔سرحد میں تحریک پاکستان کے حوالے سے جو کردار آپ نے ادا کیا اس پر قائداعظم نے آپ کو فاتح سرحد قرار دیا ۔۱۹۴۰ء میں قرار داد پاکستان میں شمولیت، اظہار خیال اور اس قرار داد پر دستخط کرنے کے بعد آپ کا جذبہ حریت اپنے کمال پر نظر آتا ہے ۔قیام پاکستان کے بعد بھی آپ نے تحریک ختم نبوت، تحریک دفاع پاکستان میں حصہ لیا۔پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لیے آپ نے افراد کی ذہن سازی اور کردار سازی کے لیے موثر کردار ادا کیا جس کے لیے آپ جمعیت علمائے پاکستان سے بھی وابستہ رہے دس سے زائد مختلف موضوعات پر کتب تصنیف کیں ۔جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے نام سے کراچی میں ادارہ قائم کیا اور ہر اس تنظیم ،تحریک، ادارے کے ساتھ تعاون کیا جو دین ووطن کے لیے مثبت وفعال ادا کرنے کا خواہاں تھا ۔اپنی بھرپور دینی ،ملی، سیاسی و سماجی زندگی گزارنے کے بعد ۱۹۷۰ء میں انتقال کر گئے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) قصوری محمد صادق، اکابر تحریک پاکستان، نوری بک ڈپو لاہور 1976،ص 105

(۲) ایضاً،ص 106

(۳) ایضاً،ص 107

(۴) انسائیکلوپیڈیا آف بدایوں، جلد دوم، ص50، 51، 71، 79

(۵) ڈیروی، جلال الدین علامہ تحریک پاکستان میں علماء کرام کا کردار، مکتبہ نبویہ لاہور 2010، ص234-233۔

(۶) ریاض، سید حسن، پاکستان ناگزیر تھا، شعبہ تصنیف و تالیف کراچی یونی ورسٹی کراچی 1967، ص256 مزید دیکھیے محمد صادق قصوری، اکابر تحریک پاکستان ص107، اکابرین تحریک پاکستان محمد علی چراغ، ص738

(۷) چراغ محمد علی، اکابرین تحریک پاکستان، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور 1990، ص739

(۸) اکابر تحریک پاکستان ص108، اکابرین تحریک پاکستان ص739، انسائیکلوپیڈیا آف بدایوں، جلد دوم ص276

(۹) اکابر تحریک پاکستان حوالہ مذکورہ بالا

(۱۰) تحریک پاکستان میں علماء کرام کا کردار ص235، مزید دیکھیے ہفت روزہ الہام بہاولپور 14 اکتوبر 1978، سنی کانفرنس نمبر، ص22

(۱۱)Mujeeb Ahmed, JUP 1948 to 1979, National Institute of Historical and cultural research Pakistan Islamabad, 1993, P,10

(۱۲) ترازی، محمد احمد، تحریک ختم نبوت سیدنا صدیق اکبر تا علامہ شاہ احمد نورانی، افق پبلی کیشنز کراچی 2009، ص61-260

(۱۳) ایضاً، ص262

(۱۴) ایضاً، ص276، 291

(۱۵) ایضاً، ص291

(۱۶) اکابر تحریک پاکستان، ص110

(۱۷) مسعود احمد، ڈاکٹر، تذکرہ مظہر مسعود کراچی 1969، ص13-212

(۱۸) ایضاً

(۱۹) نعیمی، جمیل احمد مولانا، انٹرویو بمقام دارالعلوم نعیمیہ کراچی بتاریخ مارچ 2013، مزید دیکھیے حیات جمیل مع افکار جمیل مولف صاحبزادہ فیض الرسول، ص10-209

(۲۰) اکابر تحریک پاکستان، ص111

(۲۱) ایضاً

(۲۲) شاہد، ایم آر، کراچی میں مدفون مشاہیر، قلم فاؤنڈیشن کراچی 2012، ص9-257

(۲۳) روزنامہ جنگ کراچی، 24 جولائی 1970ء